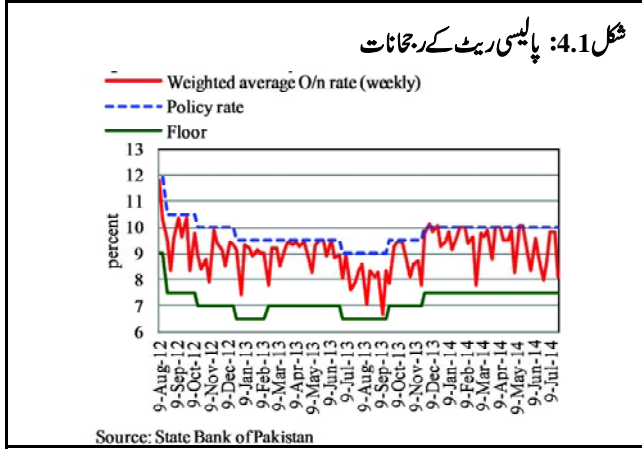


4 زری پالیسی اور گرانہ

4.1 عمومی جائزہ



پورے مالی سال 14ء میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اگرچہ محتاط انداز میں زری سختی اپنائی تاہم جس اقتصادی ماحول میں زری پالیسی رو بہ عمل تھی اسے دو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے حصے کی خصوصیات یہ تھیں: بیرونی کھاتے پر شدید دباؤ، گرانہ میں اضافے کے نمایاں خطرات، اور حکومت کا مرکزی بینک کی مالکاری پر انحصار۔ چنانچہ ستمبر 2013ء میں حکومت نے دوبارہ آئی ایم ایف سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ بات حیرت کا باعث نہیں بنی۔ گرانہ کے حوالے سے بڑھتی ہوئی تشویش کے دوران اسٹیٹ بینک نے ستمبر اور نومبر 2013ء میں اپنے زری پالیسی فیصلوں میں پالیسی ریٹ ہر بار 50 بی پی ایس بڑھایا (شکل 4.1)۔ جنوری 2014ء کے زری پالیسی بیان (پہلا صفحہ، پہلا پیرا) میں پالیسی ریٹ بڑھانے کے جواز میں دو امور واضح کیے گئے ہیں:

”ایک معاملہ توازن ادائیگی کی صورت حال میں مسلسل بگاڑ کا تھا اور دوسرا گرانہ کے امکانات کا بدتر ہونا“۔

دوسرے مرحلے (دوسری ششماہی م س 14ء) کے دوران پالیسی ماحول خاصا بہتر ہو گیا کیونکہ: (الف) آئی ایم ایف کے پروگرام نے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر میں تیزی سے کمی (پالیسی سازوں کے لیے تشویش کا اہم سبب) کو روکنے میں مدد دی (شکل 4.2)، (ب) گرانہ اور گرانہ کی توقعات دونوں اسٹیٹ بینک کے ابتدائی اندازوں سے کم رہیں، (ج) مالیاتی استحکام سے حکومت کی ملکی مالیاتی ضروریات کم ہو گئیں، اور (د) بین الاقوامی مالی اداروں سے بیرونی رقوم کی آمد بحال ہونے کے بعد ضرورت اس بات کی تھی کہ مالکاری کا بوجھ ملکی وسائل کے بجائے بیرونی وسائل پر ڈالا جائے اور اسٹیٹ بینک کے بجائے کمرشل بینکوں سے رجوع کیا جائے۔ ان مثبت تبدیلیوں کے باوجود آخر مارچ اور آخر جون 2014ء کی اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں پر عائد بالائی حد کی پابندی نہیں کی گئی (جس پر آئی ایم ایف کے ساتھ اتفاق ہوا تھا)۔

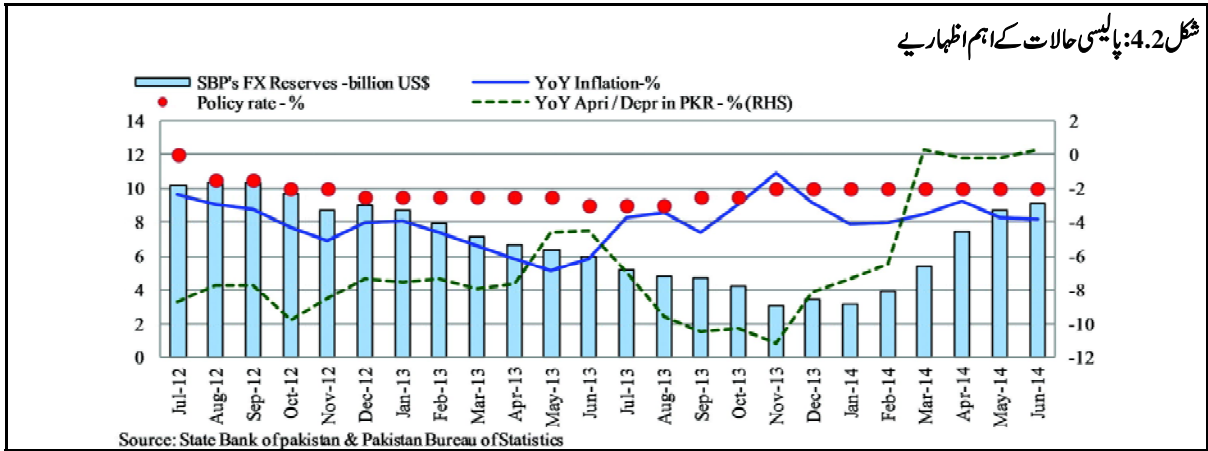
م س 14ء کی دوسری اور چوتھی سہ ماہیوں میں حکومت اسٹیٹ بینک سے اپنی قرض گیری کو عائد شدہ حد میں نہ رکھ سکی۔ نیز، مالی رقوم میں اضافے سے بیرونی شعبے کو مطلوبہ اطمینان حاصل ہوا تاہم یہ رقوم صرف یکبارگی حاصل ہوئیں جو فکر کا باعث ہے۔ اس غور و فکر اور تجزیے کی بنیاد پر اسٹیٹ بینک نے سال کی دوسری ششماہی کے دوران اپنا پالیسی ریٹ 10 فیصد پر جوں کا توں رکھا، اور بازار میں سیالیت کی صورتحال احتیاط سے سخت رکھی تاکہ شرح مبادلہ پر غیر ضروری دباؤ سے نمٹا جاسکے۔

اسٹیٹ بینک نے م س 14ء کے دوران جو زری پالیسی فیصلے کیے ان میں کارفرما سوچ پر ذیل میں بحث کی گئی ہے۔ اس تناظر میں تین نکات قابل توجہ ہیں:

1- گرانہ توقع سے بہتر رہی

اسٹیٹ بینک کا ابتدائی طور پر تخمینہ تھا کہ م س 14ء میں متوقع گرانہ 11 سے 12 فیصد ہوگی حالانکہ مالی سال کی صارف اشاریہ قیمت حقیقی گرانہ 8.6 فیصد رہی جو کہ خاصا زیادہ فرق تھا۔ اسٹیٹ بینک کا خیال تھا کہ م س 14ء کے ابتدائی مہینوں میں ہونے والے اسرار کاری نرخوں میں اضافہ اور روپے کی قدر میں کمی برقرار رہے گی جس کا گرانہ اور گرانہ کی توقعات پر اہم اثر ہوتا ہے۔¹ چنانچہ یہ بات حیران کن نہیں تھی کہ اسٹیٹ بینک کا ابتدائی تخمینہ 8 فیصد کے سالانہ ہدف سے، اور گذشتہ سال کی حقیقی گرانہ 7.4 فیصد سے آگے تھا۔ عمومی گرانہ جو جون 2013ء

1 اب جبکہ آئی ایم ایف کے پروگرام پر عمل جاری ہے، بجلی کے نرخوں میں تیزی سے اضافے کی بنا پر توقع تھی کہ بجلی پر زراعت کم ہو جائے گی۔



میں 5.9 فیصد تھی، ضرور بڑھی اور نومبر 2013ء میں 10.9 فیصد تک چلی گئی (شکل 4.2)۔ تاہم زیادہ حصہ تلف پذیر غذائی ایشیا اور گندم کی قیمتوں میں غیر متوقع اضافے کا تھا۔

میں 14ء کی دوسری ششماہی زیادہ سازگار رہی کیونکہ: (الف) حکومت نے عالمی منڈی میں تیل کی گرتی ہوئی قیمتوں کے جواب میں نومبر 2013ء میں پیٹرولیم کے خوردہ نرخ کم کر دیے، (ب) جولائی تا نومبر کے دوران تیزی سے گرنے کے بعد روپے کی قیمت بڑھی، اور (ج) گندم اور تلف پذیر غذائی ایشیا کی رسد بہتر ہوئی جس سے مئی 14ء کی پہلی ششماہی میں ہونے والے اضافے کے اثرات زائل ہوئے۔ ایک طرف یہ تبدیلیاں تھیں اور دوسری طرف زری سختی کے تاخیر سے پڑنے والے اثرات تھے چنانچہ سال کے بقیہ عرصے کے دوران گرائی اور گرائی کی توقعات محدود ہی رہیں۔ مئی 14ء میں غیر غذائی غیر توانائی گرائی 8.3 فیصد ہو گئی جو گذشتہ سال 9.6 فیصد تھی۔

2. بیرونی شعبے سے متعلق خطرات کم ہو گئے:

میں 14ء کے دوران بیرونی کھانہ بھی تیزی سے تبدیل ہوا یعنی وہ پہلی سہ ماہی میں خاصی بری حالت میں تھا جو چوتھی سہ ماہی کے آنے تک تسلی بخش ہو گیا۔ تفصیل کے مطابق جاری کھاتے کا خسارہ مئی 14ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑھ گیا، اس کے ساتھ ساتھ آئی ایم ایف کو ایس بی اے کے تحت وقتاً فوقتاً ادائیگی (رقوم کی کم آمد کے تناظر میں) سے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر خاصے کم ہو گئے اور روپے کی قدر گر گئی۔ اس عرصے کے دوران اسٹیٹ بینک نے بتدریج زری سختی کی۔

تاہم نومبر 2013ء کے بعد آئی ایم ایف کو رقوم کی بھاری واپسی کم کر دی گئی جس سے بیرونی کھاتے پر دباؤ بھی کم ہو گیا، جبکہ دسمبر 2013ء اور فروری 2014ء میں جاری کھاتے میں فاضل رقوم آئیں۔ بیرونی کھاتے کو مزید سہارا پاکستان ترقیاتی فنڈ کے تحت معقول رقم کی وصولی سے ملا، نیز یورو بانڈز کی رقم آئی، بین الاقوامی مالی اداروں سے قرضے بحال ہوئے، اور تھری جی/فور جی کی کامیاب نیلامی ہوئی۔ مالی رقوم کی توقع سے زیادہ آمد سے اسٹیٹ بینک کو نہ صرف زرمبادلہ ذخائر بڑھانے کا موقع ملا بلکہ روپے کو کبھی وہ نقصان پورا کرنے کا کچھ موقع ملا جو مئی 14ء میں قبل ازیں ہو چکا تھا (شکل 4.2)۔³ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس پیش رفت سے اسٹیٹ بینک سال کی دوسری ششماہی میں اپنا پالیسی ریٹ برقرار رکھنے میں کامیاب رہا۔

3. سرکاری قرض گیری میں بالآخر کمی آگئی

میں 14ء کے اوائل میں مالیاتی خسارہ کم ہوجانے کے باوجود حکومت نے جولائی تا اکتوبر مئی 14ء کے دوران اسٹیٹ بینک سے 622.1 ارب روپے قرضہ لیا۔ دراصل کمرشل بینک سرکاری تمسکات میں سرمایہ لگانے سے تھجک رہے تھے (انہیں پالیسی ریٹ بڑھنے کی توقع تھی)، دوسرے اس عرصے کے دوران بیرونی ماکاری کم رہی تھی چنانچہ حکومت کو اسٹیٹ بینک پر انحصار کرنا پڑا۔⁴ نومبر 2013ء میں پالیسی ریٹ بڑھنے سے ماکاری کا یہ آمیزہ بہتر ہو گیا جس سے حکومت کو اسٹیٹ بینک پر انحصار ختم کرنے میں مدد ملی۔ اس کے علاوہ مالی سال کی دوسری ششماہی میں بیرونی رقوم ملنے سے بینکاری نظام پر دباؤ بھی کم ہو گیا۔

2 اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر جولائی تا نومبر کے دوران تقریباً نصف رہ گئے (3 ارب ڈالر تک گر گئے)، تاہم روپے کی قدر اس عرصے میں 8.2 فیصد گری۔

3 تفصیلی بحث کے لیے دیکھئے اسی رپورٹ کا باب 7۔

4 واضح رہے کہ خسارے کی تسلیک سے گرائی کے خدشات پیدا ہوتے ہیں۔

زری پالیسی اور گرانٹی

جدول 4.1: زری مجموعوں میں مطلق تبدیلیاں				
ارب روپے				
م14ء*	م13	م12ء	م11ء	
1110.2	1216.0	946.6	918.0	زری وسیع (زر)
778.2	1479.3	1194.7	683.0	خالص ملکی اثاثے
-82.2	448.0	469.4	48.7	اسٹیٹ بینک
860.5	1031.3	725.4	634.2	جدولی بینک
332.0	-263.3	-248.1	235.0	خالص بیرونی اثاثے
356.5	-261.1	-219.9	235.3	اسٹیٹ بینک
-24.5	-2.2	-28.2	-0.3	جدولی بینک
* ترموین				
ماخذ: اسٹیٹ بینک				

بیرونی رقوم میں تیزی سے بہتری آنے سے نہ صرف ملکی زرمبادلہ ذخائر بہتر ہوئے بلکہ وسیع تر تناظر میں رقوم کے ملکی ذرائع، خاص کر بینکوں پر حکومت کا انحصار بھی کم ہوا۔⁵ چنانچہ سال کے دوران اس کا زری مجموعوں اور ان کے سببی عوامل پر طاقتور اثر پڑا۔

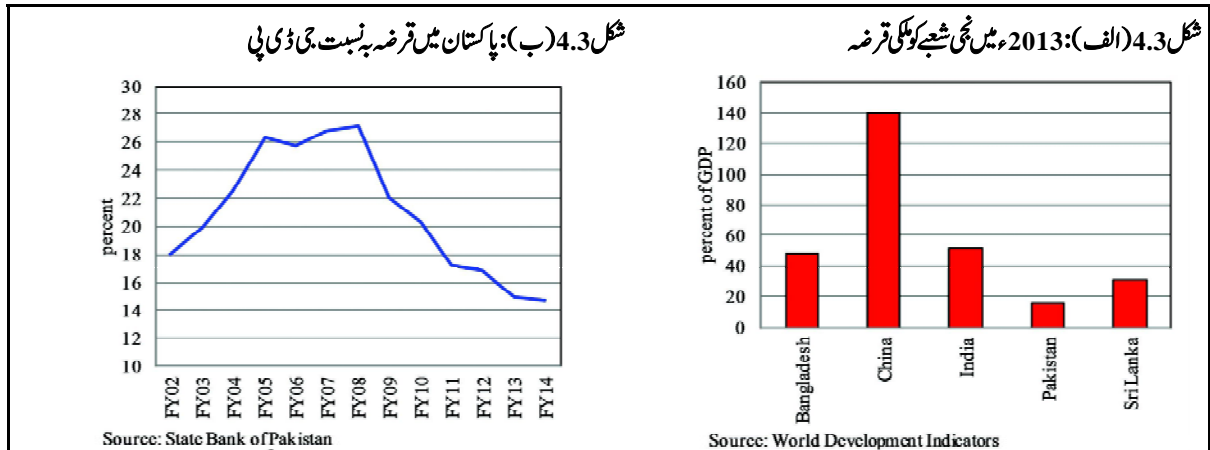
م14ء کے دوران مجموعی طور پر زری وسیع کی رسد 12.5 فیصد بڑھ گئی جبکہ م13ء میں 15.9 فیصد بڑھی تھی۔ یہ حوصلہ افزا ہے کہ اس کی کے ساتھ ساتھ زر کی نمونے کے اجزائے ترکیبی میں بھی سازگار ردوبدل آیا: بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے م14ء کے دوران 332 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ م13ء میں ان میں 263.3 ارب روپے کی خالص کمی واقع ہوئی تھی۔ تاہم بینکوں کے خالص ملکی

اثاثے م14ء کے دوران 778.2 ارب روپے بڑھ گئے جو گذشتہ سال ہونے والے اضافے کا لگ بھگ نصف ہیں (جدول 4.1)۔ جہاں تک خالص ملکی اثاثوں کا تعلق ہے تو اس بہتری کا واحد سبب بینکوں سے حکومت کی کم قرض گیری ہے۔⁶ ایک یہ پیش رفت ہوئی، دوسرے بینک امانتوں میں عمدہ نمونے نئی شعبے کو قابل قرض رقوم کی رسد بہتر ہو گئی۔

نئی شعبے کے قرضے کی طلب بڑھنے کی اہم وجہ یہ ہے کہ سال کے آغاز میں (گردشی قرضے کے تصفیے کے بعد) بجلی اور گیس کی فراہمی نسبتاً بہتر تھی، کاروباری شعبے کا اعتماد بہتر ہوا اور شعبے میں بھی کچھ بہتری آئی۔ ان تمام عوامل کے مشترکہ اثر سے نئی شعبے کو قرضے میں 11.4 فیصد نمو ہوئی جو اس سے پہلے آخری بار 2008ء میں ہوئی تھی۔ نیز، قرضے کی شعبہ جاتی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ کاروباری سرگرمیوں میں بحالی آئی ہے، متعدد شعبوں (ٹیکسٹائل، غذا اور مشروبات، ٹیلی مواصلات، توانائی، برقی آلات، وغیرہ) کو قرضوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔ نئی شعبے کو قرضے میں م14ء کے دوران سال بسال مثبت نمو ہوئی تاہم علاقے کے ملکوں سے موازنہ کیا جائے تو قرضہ بہ نسبت جی ڈی پی کے معاملے میں پاکستان اپنے ہمسر ملکوں سے پیچھے ہے (شکل 4.3 الف)۔ ماضی کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ پاکستان میں قرضہ بہ نسبت جی ڈی پی گر رہا ہے جو کہ تشویشناک ہے (شکل 4.3 ب)۔

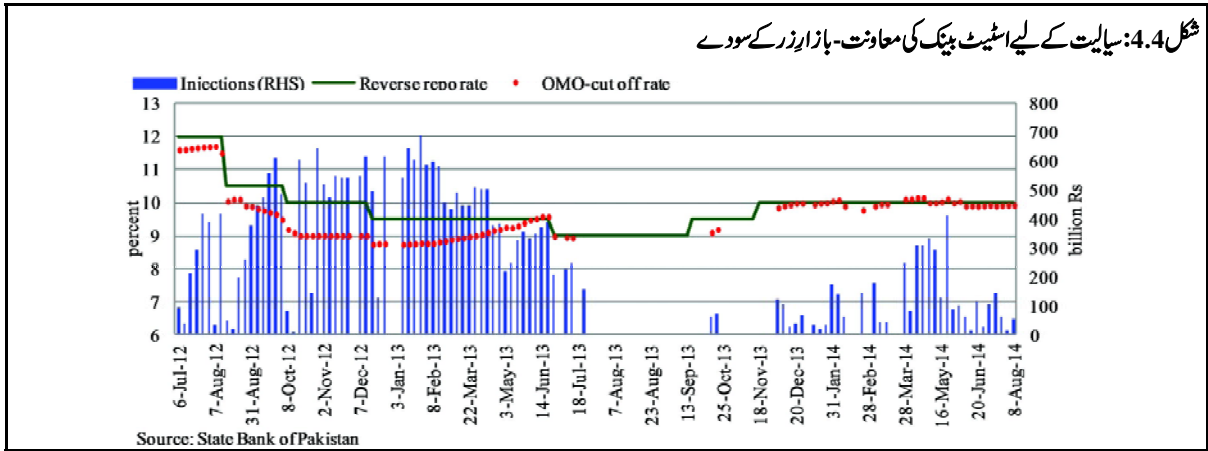
آخری مکرہم بات یہ کہ صارفین کی بحالی ہو رہی ہے، اور پہلے کے مقابلے میں زیادہ بینک اس پہلو سے فوائد اٹھانے کے لیے خود کو تیار کر رہے ہیں۔

زری مجموعوں اور ان کے اہم اجزاء میں، جو کہ بنیادی اقتصادی سرگرمی کا اہم اظہار یہ ہیں، مثبت تبدیلیاں بحیثیت مجموعی معاشی سرگرمی کے لیے نیک شگون ہیں۔



5 مالی رقوم کی آمد کے ملکی زرمبادلہ ذخائر پر اور خسارے کے مالکاری آمیزے پر اثرات کا انحصار مالی رقوم کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آئی ایم ایف کی توازن ادائیگی میں مدد سے اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر بڑھیں گے لیکن وہ خسارے کی مالکاری کے ذرائع پر کوئی براہ راست اثر نہیں ڈالے گی۔

6 بینکاری نظام میں اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں خالص کی کو برآمدی مالکاری اسکیم کے تحت نو مالکاری میں کسی سے بھی فائدہ پہنچا۔ م14ء کے اختتام پر ای ایف ایس کے تحت واجب الادا قرضے 160.5 ارب روپے تھے، جو گذشتہ سال کی سطح 177.8 ارب روپے سے 17.3 ارب روپے کمی کو ظاہر کرتا ہے۔



4.2 انتظام سیالیت

زری ماحول میں بہتری آنے کے باوجود سیالیت کا قلیل مدتی انتظام پورے سال کے دوران دشوار بنا رہا۔ بازار زر میں سیالیت کی صورتحال کو بھی پالیسی ماحول کی طرح دو نمایاں حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور تقسیم کا نقطہ آغاز نومبر 2013ء کا زری پالیسی فیصلہ ہے۔ اس فیصلے سے قبل بازار زر میں اضافی سیالیت تھی، بینکوں نے اس اضافی سیالیت کو اسٹیٹ بینک کے پاس رکھوایا تھا، بوزن اوسط شہینہ نرخ شرح سود کو ریڈور کے وسط کے آس پاس تھا، مارکیٹ سے سیالیت کے نکاس کے لیے اسٹیٹ بینک بازار زر کے سودے کر رہا تھا، اور اپنی سیالیت رکھوانے کے لیے متعدد بینک اسٹیٹ بینک کی ڈپازٹ سہولت کو استعمال کر رہے تھے۔ 7 بازار زر میں اس اطمینان بخش صورتحال کا بنیادی سبب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے عرصیت پوری کرنے والے ٹی بلوں کے اجراء ثانی سے اس لیے گریزاں تھے کہ انہیں شرح سود بڑھنے کی توقع تھی چنانچہ حکومت کو اسٹیٹ بینک سے رقم پر انحصار کرنا پڑا۔ نیز، بین الہینک بازار سے اسٹیٹ بینک کی خالص زرمبادلہ خریداریوں (نئے آئی ایم ایف پروگرام کے لیے پیشگی شرائط پوری کرنے کے لیے) کے نتیجے میں بازار میں مزید سیالیت آگئی۔

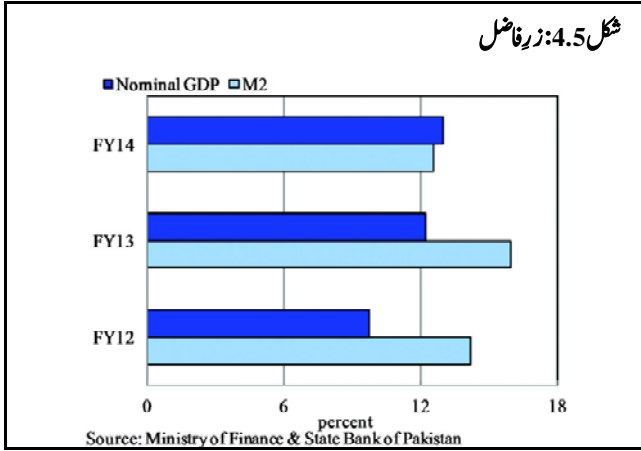
اس کے برعکس نومبر کے بعد والے مرحلے میں بازار زر میں سیالیت کی شدید قلت ہو گئی۔ اس اچانک تبدیلی کا بڑا سبب یہ تھا کہ بینک سرکاری تمسکات میں پھر سے دلچسپی لینے لگے تھے۔⁸ بعد میں ہونے والی ٹی بل نیلامیوں میں حکومت نے بھی بھاری رقم قبول کیس تاکہ اسے اسٹیٹ بینک سے قرض لینا نہ پڑے اور وہ آخر دسمبر 2013ء کی سہ ماہی حد کی پابندی کر سکے۔ اس کے نتیجے میں ٹی بلوں پر قطع شرح سود پالیسی ریٹ کے بہت نزدیک آگئی جس سے ایک سال تک کی عرصیت پر نخر یافتہ تقریباً ہموار ہو گیا (اس پر مزید بحث باب 6 میں ہوگی)۔ اسی دوران قرضوں کے صحت مند انداز استعمال نے بازار سے سیالیت مزید گھٹادی۔ چنانچہ بازار زر کا شہینہ نرخ بھی شرح سود کو ریڈور کی بالائی حد تک جا پہنچا۔

ان حالات میں اسٹیٹ بینک نے بازار زر کی شرح محتاط طریقے سے بلند رکھنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کے خالص ملکی اثاثوں کا پھیلاؤ محدود رہے اور بازار مبادلہ پر غیر ضروری دباؤ بھی نہ آئے۔ تفصیل کے مطابق بازار زر کا شہینہ نرخ بعض اوقات نہ صرف شرح سود کو ریڈور سے اوپر چلا گیا بلکہ بازار زر کے سودوں کی قطع شرح سود بھی کئی مواقع پر پالیسی ریٹ سے بلند رہی (شکل 4.4)۔ درحقیقت بازار زر کے بلند نرخوں، اور بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت کی محدود دستیابی نے بینکوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنی سیالیت کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے اسٹیٹ بینک کی مستقل سہولت پر زیادہ انحصار کریں۔ سال کی دوسری ششماہی کے دوران بینکوں نے اسٹیٹ بینک سے سیالیت 156 مرتبہ حاصل کی جبکہ اسٹیٹ بینک کے پاس وہ اپنی سیالیت جمع کرانے کے لیے 76 بار آئے۔ تاہم سال کے اختتام تک سیالیت کی صورتحال بہتر ہو گئی کیونکہ توقع سے زائد بیرونی رقم آنے سے نہ صرف حکومت کی بینکوں سے قرض گیری گھٹ گئی بلکہ بیرونی کھاتے بھی مستحکم ہوا۔

7 تفصیلی بحث کے لیے دیکھئے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی ام 14ء کی تیسری سہ ماہی رپورٹ۔

8 پالیسی ریٹ تبدیل ہونے کے بعد پہلی ٹی بل نیلامی میں بینکوں نے 603.8 ارب روپے پیش کیے جبکہ قبل از نیلامی ہدف 225 ارب روپے اور عرصیت 1151.3 ارب روپے تھی۔

شکل 4.5: زرفاضل



4.3 زری مجموعہ

زری مجموعوں میں تبدیلیاں اور ان کے سببی عوامل کئی مثبت پہلو پیش کرتے ہیں:

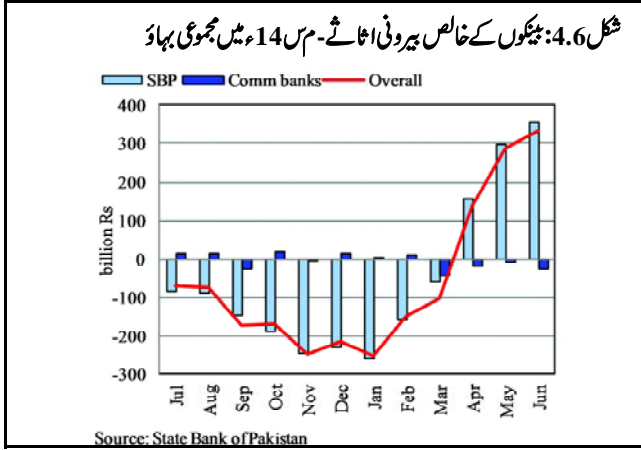
(الف) م 14ء کے دوران زرو سبج کی رسد میں 12.5 فیصد نمو گذشتہ سال کی 15.9 فیصد سے کم تھی۔ زر محفوظ بھی، جو ایک محدود زری مجموعہ ہے، اسی رجحان پر رہا۔ اس کی سے گرانٹی کی صورتحال کچھ بہتر ہوتی ہے کیونکہ زر کا پھیلاؤ نامیہ جی ڈی پی میں نموسے کم رہا جس سے م 12ء اور م 13ء میں آنے والے زرفاضل کی تعدیل میں مدد ملے گی (شکل 4.5)۔

(ب) زیادہ اہم بات یہ کہ بینکوں سے سرکاری قرض گیری میں اضافہ (جو گذشتہ چند برسوں میں زر کے پھیلاؤ کا اہم سبب ہے) م 14ء کے دوران تیزی سے گر کر صرف 5.8 فیصد رہ گیا جو ایک سال قبل 38.1 فیصد تھا۔ (ج) یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ م 14ء میں نجی شعبے کو قرضے کی تقسیم میں 11.4 فیصد عمدہ نمو ہوئی جبکہ م 13ء میں 0.6 فیصد خالص کمی واقع ہوئی تھی، اور

(د) م 14ء کے دوران بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے دگنے سے زائد ہو گئے جبکہ م 13ء میں 49.5 فیصد خالص کمی ہوئی تھی۔

سببی عوامل میں آنے والی تبدیلی کے پس پردہ وجوہات پر ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

شکل 4.6: بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے۔ م 14ء میں مجموعی بہاؤ



جدول 4.2: خالص بیرونی قرض گیری میں سال مطلق تبدیلیاں

ارب روپے	م 12ء	م 13ء	م 14ء*
بینکاری نظام	1,143.9	1,457.5	323.7
اسٹیٹ بینک	507.5	505.9	159.8
جدولی بینک	636.4	951.6	163.9
*تموین			
ماخذ: اسٹیٹ بینک			

4.3.1 بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں

م 14ء کے دوران بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں مطلق معنوں میں 332 ارب روپے کا معقول اضافہ ہوا جبکہ م 13ء میں 263.3 ارب روپے خالص کمی ہوئی تھی (جدول 4.1)۔ بیرونی رقوم میں اضافے میں قرضہ (ماسوائے آئی ایم ایف قرضے)، گرانٹس اور نجکاری سے آمدنی شامل ہے جو سال کی چوتھی سہ ماہی میں مرکز رہی (شکل 4.6)۔ ان رقوم کی باضابطہ نوعیت کے پیش نظر انہیں اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں شامل کیا گیا۔

دوسری طرف، کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں دوران سال 24.5 ارب روپے کی خالص کمی دیکھی گئی جو زیادہ تر تیسری سہ ماہی میں ہوئی (شکل 4.6)۔ تیسری سہ ماہی کے دوران روپے کی قیمت بڑھنے کی توقعات مستحکم ہونے لگیں تو ایف ای 25 امانتوں میں نمودار پڑ گئی تاہم ایف ای 25 قرضوں کے ذریعے تجارتی ماکاری کو ترغیب بھی ملی۔¹⁰ ان میں سے مؤخر الذکر کے تحت بینکوں کو بیرون ملک اپنے اثاثے کم کرنا ہوتے ہیں چنانچہ ان کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی آ جاتی ہے۔

9 زربنیاد میں بحیثیت مجموعی کمی کے باوجود اسٹیٹ بینک آئی ایم ایف پروگرام کے تحت اپنے خالص ملکی اثاثوں کا سہ ماہی ہدف سال کی دوسرے ماہیوں میں پورا نہ کر سکا۔

10 ایف ای 25 قرضوں کے عوض تجارتی ماکاری میں اس اضافے سے م 14ء کے دوران برآمدی ماکاری اسکیم کے تحت قرضوں میں 17.3 ارب روپے کی بھی واقع ہوئی کیونکہ بہت سے تاجروں نے روپے میں اپنی ماکاری کو بیرونی کرنی قرضوں میں تبدیل کر لیا۔

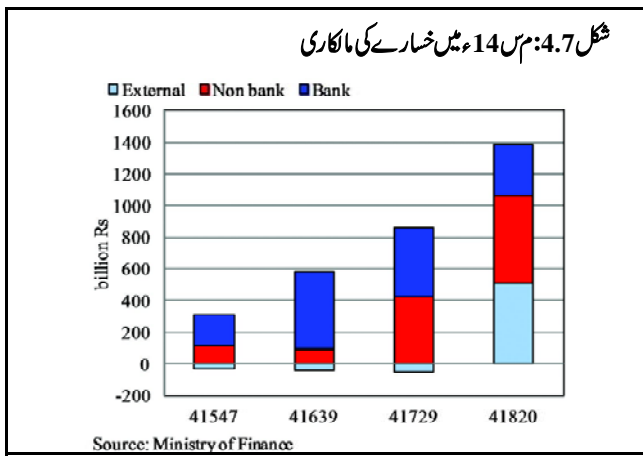
جدول 4.3: آئی ایم ایف پروگرام کے تحت مقدماتی اہداف							
ارب روپے							
آخر جون 14ء		آخر مارچ 14ء		آخر دسمبر 13ء		آخر ستمبر 13ء	
حقیقت	ہدف	حقیقت	ہدف	حقیقت	ہدف	حقیقت	ہدف
2,372	3 2,324	2,650	2 2,609	2,821	1 2,968	2,595	2,877
2,328	2,240	2,227	2,390	2,611	2,560	2,521	2,690

1 خالص ملکی اثاثوں کے آخر دسمبر 2013ء کے ہدف 2,901 ارب روپے میں 67 ارب روپے اضافہ کر لیا گیا تاکہ قوم کی بیشتر طرفہ دو طرفہ آمد میں کمی کو ظاہر کیا جائے۔

2 خالص ملکی اثاثوں کے آخر مارچ 2014ء کے ہدف 2,627 ارب روپے میں 18 ارب روپے کمی کر لی گئی تاکہ قوم کی بیشتر طرفہ دو طرفہ آمد میں اضافہ ظاہر کیا جائے۔

3 واضح رہے کہ خالص ملکی اثاثوں کے آخر جون 2014ء کے ہدف 2,324 ارب روپے کو آئی ایم ایف کے تخمینوں کے مقابلے میں قوم کی بیشتر طرفہ دو طرفہ آمد میں اضافہ آگے کے لحاظ سے ایڈجسٹ کیا جائے گا۔

ماخذ: آئی ایم ایف اور اسٹیٹ بینک



4.3.2 سرکاری قرض گیری میں کمی

م 13ء کے مقابلے میں م 14ء کا نہ صرف میزانی خسارہ کم تھا بلکہ خسارے کی مالکاری کے ذرائع بھی نمایاں طور پر مختلف تھے۔ م 14ء میں ملکی وسائل خاص کر بینکوں پر دباؤ نمایاں طور پر کم ہوا۔ بینکوں سے میزانی قرض گیری 323.7 ارب روپے رہی جو کہ گذشتہ سال لی گئی رقم کا صرف 22 فیصد ہے (جدول 4.2)۔ چنانچہ بینکوں کو موقع ملا کہ وہ نجی شعبے کو قرضہ فراہم کریں (اس پر آگے چل کر بحث ہوگی)۔

اگرچہ اسٹیٹ بینک اور جدولی بینکوں دونوں سے میزانی قرض گیری کم ہوئی تاہم حکومت اسٹیٹ بینک سے ہر سہ ماہی پر صرف قرض گیری کا قانونی تقاضا تین سہ

ماہیوں کے دوران پورا نہ کر سکی۔ اس نقص کی بنا پر اسٹیٹ بینک کے لیے اپنے خالص ملکی اثاثوں کو آئی ایم ایف کے ساتھ متفقہ بالائی حد کے اندر رکھنا م 14ء کی تیسری اور چوتھی سہ ماہی میں انتہائی دشوار ہو گیا۔ جیسا کہ جدول 4.3 سے ظاہر ہے، حکومت بھی سال کی دوسری اور چوتھی سہ ماہیوں میں اسٹیٹ بینک سے اپنی قرض گیری کو حد کے اندر روک نہیں سکی۔¹² اس کے علاوہ میزانی قرض گیری پر ماہانہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کو اپنے خسارے کی مالکاری کرنے میں تیسری سہ ماہی تک خاصی مشکلات پیش آئیں۔ اس تناظر میں درج ذیل نکات قابل غور ہیں:

- 1- سال کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران خسارے کی مالکاری کا بوجھ غیر متناسب طور پر ملکی وسائل پر آڑا جبکہ بیرونی مالکاری صرف چوتھی سہ ماہی میں ملی (شکل 4.7)۔ جہاں تک ملکی ذرائع کا تعلق ہے، پہلی ششماہی کے دوران حکومت بینکوں سے قرض لینے پر مجبور ہوئی کیونکہ غیر بینک ذرائع سے خالص رقم کی آمد (خصوصاً قومی بچت اسکیمیں) اس دوران کم رہیں۔¹³ ان ناسازگار حالات کے باوجود یہ حوصلہ افزا ہے کہ م 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں سے میزانی قرض گیری م 13ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں کم رہی۔¹⁴

11 اس سیکشن میں زیر بحث آنے والے اعداد و شمار نقد بنیاد پر ہیں۔

12 یہ بات باعید دیکھی ہے کہ حکومت اسٹیٹ بینک سے سال کی تیسری سہ ماہی میں اپنی قرض گیری کو آئی ایم ایف کے ساتھ متفقہ بالائی حد سے خاصی نیچے رکھنے میں کامیاب رہی تھی تاہم اسٹیٹ بینک اپنے خالص ملکی اثاثوں کو حد میں رکھنے میں معمولی سے فرق سے ناکام رہا۔ اس صورتحال کا سبب پاکستان ترقیاتی فنڈز میں رقم کی بھاری آمد جاری رکھنے کا حکومت کا فیصلہ تھا۔ ان رقم کی آمد سے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے اپنی قرض گیری حد میں رکھنے میں مدد ملی (کیونکہ اسٹیٹ بینک سے قرض گیری حکومتی امانتوں سے منہا کر کے دکھائی جاتی ہے)۔ سہ ماہی کے دوران بینکوں سے قرض لینے کے لیے حکومت کی طلب جوں کی توں رہی۔

13 اس ذریعے سے قرض کی آمد حکومت کا کنٹرول نہ ہونے کے برابر ہے۔

14 م 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران شعبہ بینکاری سے خالص میزانی قرض گیری 483.3 ارب روپے تھی جبکہ م 13ء کی پہلی ششماہی میں یہ 557.9 ارب روپے تھی۔

جدول 4.4: اجناسی خریداریوں کے تحت قرضے			
ارب روپے			
م 14ء	م 13ء	م 12ء	
22.8	31.63	38.6	رقوم کا بہاؤ
22.7	8.5	52.8	گندم
1.4	9.6	-7.1	شکر
-1.5	13.5	6	کھاد
0.1	0.0	-13.1	چاول
ماخذ: اسٹیٹ بینک			

2- کمرشل بینکوں کو پالیسی ریٹ بڑھنے کی توقع تھی چنانچہ سال کے ابتدائی مہینوں میں وہ عرصیت پوری کرنے والے ٹی بلوں کے اجراءے ثانی سے نہ صرف ہچکچا رہے تھے بلکہ ان کی پیش کردہ رقم 3 ماہی ٹی بلوں ہی میں مرکنز تھیں۔ 15 چنانچہ حکومت اپنی مالی ضروریات پوری کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک پر انحصار کرنے پر مجبور ہوئی، اور اس کے ساتھ ساتھ سیالیت کا اور ملکی قرضے کا انتظام دونوں بیچیدہ ہو گئے۔

3- نومبر 2013ء میں پالیسی ریٹ بڑھنے سے، اور سال بسال

گرائی دسمبر 2013ء میں واضح فرق سے (غذائی گرائی میں تیزی سے کمی کے سبب) گرنے سے مارکیٹ میں جلد ہی یہ احساس پیدا ہوا کہ شرح سود اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ نہ صرف ٹی بل کی نیلامیوں میں ان کا بولیاں دینے کا انداز 3 ماہی ٹی بلوں سے ہٹ گیا بلکہ درمیانی سے طویل مدتی سرکاری تسمکات کے لیے مارکیٹ کی طلب اچانک بحال ہو گئی۔ اس غیر متوقع تبدیلی سے حکومت کو موقع ملا کہ وہ اپنے ملکی قرضے کے عرصیتی خاکے کو بہتر بنائے، اور اسٹیٹ بینک سے لیا گیا کچھ قرضہ واپس بھی کرے۔¹⁶

4- سال کی دوسری ششماہی میں توقع سے زائد بیرونی رقم کی آمد سے مالکاری کے ملکی ذرائع پر، خصوصاً بینکوں پر دباؤ کم ہو گیا۔ تفصیل کے مطابق م 14ء کی دوسری ششماہی کے دوران بینکوں سے میزانی قرض گیری میں 159.7 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی جبکہ پہلی ششماہی کے دوران 1483.3 ارب روپے کی خالص قرض گیری ہوئی تھی۔

خلاصہ یہ کہ بینکوں سے میزانی قرض گیری میں کمی آنا خوش آئند ہے تاہم یہ بڑی حد تک بیرونی عوامل اور ایک بارگی اقدامات (یورو بانڈ کا اجرا، تھری جی/فور جی کی کامیاب نیلامی وغیرہ) کا مرہون منت ہے۔

4.3.3 اجناسی مالکاری¹⁷

اجناسی مالکاری کے لیے قرضوں میں، جو نیم سرکاری قرض گیری ہے، م 14ء کے دوران 22.8 ارب روپے کا معمولی اضافہ دیکھا گیا جبکہ م 13ء میں اضافہ 31.6 ارب روپے تھا۔ گندم کی خریداری کے لیے حاصل کردہ قرضے حاوی رہے، کیونکہ شکر کی مالکاری میں 1.4 ارب روپے اضافے نے کھاد کے درآمدی قرضوں میں 1.5 ارب روپے کمی کو مکمل طور پر زائل کر دیا (جدول 4.4)۔

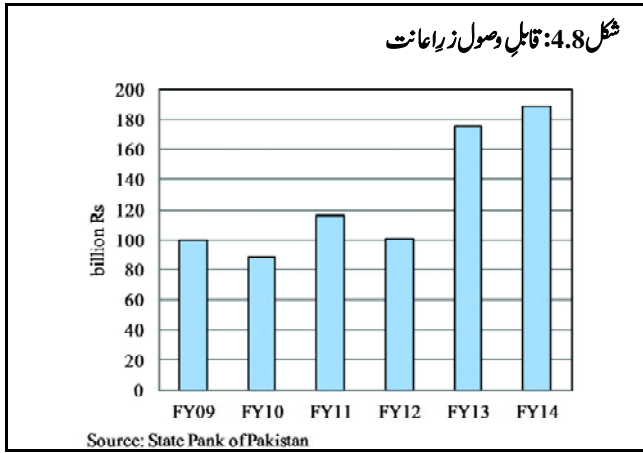
سال کے دوران نسبتاً کم اضافے کے باوجود اجناسی مالکاری کا واجب الادا حجم م 14ء کے اختتام پر 492.4 ارب روپے کی تاریخی بلندی تک جا پہنچا۔ اگرچہ اس رقم کا بیشتر حصہ دوران سال تقسیم کیا گیا تاہم تقریباً 30 فیصد رقم وہ ہے جو گذشتہ برسوں سے جمع ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اجناسی مالکاری کی خود تصفیاتی (self-liquidating) نوعیت کے پیش نظر، گذشتہ برسوں سے واجب الادا رقم کا جمع ہونا اس بات کی واضح علامت ہے کہ اجناسی مالکاری کی بنیاد میں کچھ مسائل موجود ہیں۔

اجناسی مالکاری سے منسلک ایک اہم مسئلہ قابل وصولی رقم کا اکٹھا ہونا ہے جس سے خریداری کرنے والے اداروں کی واپسی کی استعداد متاثر ہوتی ہے۔ زراعت اور فروخت سے حاصل قابل وصولی رقم م 14ء کے اختتام تک 282.6 ارب روپے ہو گئیں (م 14ء میں 27.9 ارب روپے کا اضافہ)۔ نیز، ان قابل وصولی رقم میں بڑا حصہ زراعت کا ہے جو حکومت سے ملتی ہیں اور جو 13.3 ارب روپے اضافے سے م 14ء کے خاتمے تک 189.4 ارب روپے تک جا پہنچیں (شکل 4.8)۔ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ واجب الادا رقم کا تقریباً 75 فیصد ٹی پی او ملکہ پنجاب کی (وفاقی حکومت سے) قابل وصولی رقم پر مشتمل ہے (جدول 4.5)۔ ان زراعت کا جلد تصفیہ خریداری کرنے والے اداروں

15 نومبر 2013ء میں پالیسی ریٹ میں تبدیلی سے ٹی بلوں نے ٹی بل نیلامیوں میں 2,573.3 ارب روپے پیش کیے جبکہ عرصیتوں میں 2,718.3 ارب روپے کی تھیں، جبکہ 89.4 فیصد بینکوں میں صرف 3 ماہی ٹی بل کے لیے موصول ہوئی تھیں۔

16 تفصیل کے لیے دیکھئے باب 6 ملکی اور بیرونی قرضہ۔

17 اس سیکشن میں زیر بحث آنے والے اعداد و شمار بینکوں اور زراعتی مالی اداروں دونوں سے فراہم کردہ مجموعی اجناسی مالکاری سے متعلق ہیں۔



کو بینکوں سے لیے گئے مہنگے قرضے لوٹانے میں مدد دے گا۔¹⁸ جیسا کہ اسٹیٹ بینک بارہا نشانہ بندی کر چکا ہے، یہ حکومت کے لیے بھی مؤثر بہ لاگت ہوگا کیونکہ اجناسی خریداری کے لیے قرضے میزانی مالکاری کی خاطر ٹی بلوں کے ذریعے براہ راست سرکاری قرض گیری سے زیادہ مہنگے ہوتے ہیں۔¹⁹

4.3.4 سرکاری شعبے کے قرضے

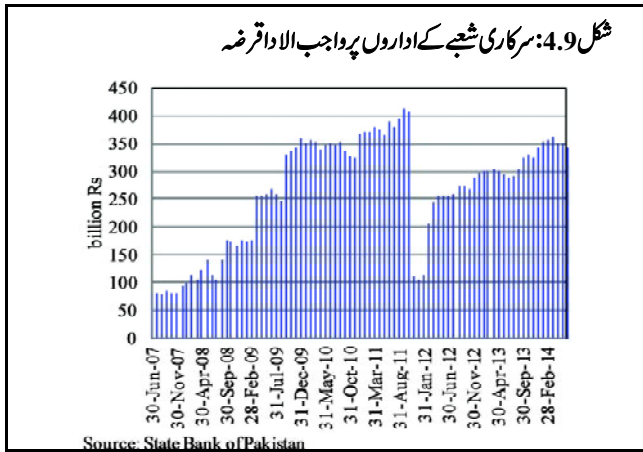
سرکاری شعبے کے ادارے نہ صرف محدود مالیاتی وسائل کا بیشتر حصہ استعمال کرتے ہیں بلکہ یہ شعبے اپنی قرضے کی ضروریات کے لیے بینکوں سے بھی رجوع کر رہے ہیں۔ تفصیل کے مطابق م 14ء کے دوران ان اداروں کو قرضوں میں 54 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ م 13ء میں 30.9 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ توانائی کے شعبے میں سرکاری ادارے، جو جمع ہوتی ہوئی بین الادارہ جاتی قابل وصولی رقوم (گردشی قرضہ) کی بنا پر سیالیٹ کے مسائل کا شکار ہیں، اہم قرض گیر ہیں۔ اس کے علاوہ م 14ء کے دوران پی آئی اے نے 9.9 ارب روپے خالص قرضہ لیا، م 13ء میں اس نے 14.7 ارب روپے لیا تھا جبکہ کارکردگی گرتی جا رہی ہے۔

جدول 4.5: سرکاری اداروں سے قابل وصولی رقوم (زراعت کی ادائیگی)

ارب روپے	جون 2013ء	جون 2014ء
پاسکو	20.3	22.9
ٹی سی پی	68.9	63.0
محلہ خوراک پنجاب	68.8	85.4
محلہ خوراک سندھ	18.1	18.1
مجموعہ	176.1	189.4

ماخذ: اسٹیٹ بینک

سرکاری اداروں کا واجب الادا قرضہ م 14 کے اختتام پر 342.1 ارب روپے تک جا پہنچا ہے جو کہ نومبر 2011ء کی سطح کے مقابلے میں تین گنا سے زائد ہے۔ گردشی قرضے کا مسئلہ حل کرنے کی حکومتی کوششوں سے سرکاری اداروں پر واجب الادا قرضہ 412.9 ارب روپے کی بلند ترین سطح (آخر ستمبر 2011ء) سے گر کر نومبر 2011ء میں 110.9 ارب روپے پر آ گیا تھا۔ تاہم بنیادی اسباب سے نمٹنے (خاص کر شعبہ توانائی میں) کی خاطر مشکل فیصلے کرنے میں حکومت کی ہنگامہ بازی کی بنا پر سرکاری اداروں کے قرضے کا حجم پھر سے اسی سطح پر پہنچ رہا ہے جس سطح پر وہ تصفیے سے پہلے تھا (شکل 4.9)۔²⁰



4.4 نجی شعبے کو قرضہ

نجی شعبے کو قرضہ خاصے عرصے تک کم نمونہ کا شکار رہا اور م 13ء میں 0.6 فیصد کی خالص کمی واقع ہو گئی تاہم م 14ء کے دوران اس میں 11.4 فیصد کی معقول نمو

ہوئی۔²¹ اس دو ہندسی نمونہ، جو آخری مرتبہ چھ سال پہلے ہوئی تھی، طلب اور رسد کے متعدد عوامل کے اشتراک کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے: (الف) قابل قرضہ رقوم کی رسد (دستیابی) میں اضافہ (ب) کاروبار اور صارف کے اعتماد میں اضافہ، (ج) صنعتی شعبے کو بجلی اور گیس کی بہتر دستیابی، اور (د) قرض گیری کی مؤثر لاگت کا کم ہونا۔

18 یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ بینک جو رسد پر بیہم وصول کرتے ہیں وہ م 14ء میں 50 سے 85 بی بی ایس تک بندرتیج گر چکا ہے جبکہ م 12ء میں یہ 275 بی بی ایس تھا۔

19 تفصیلات کے لیے دیکھئے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ 2012-13ء۔

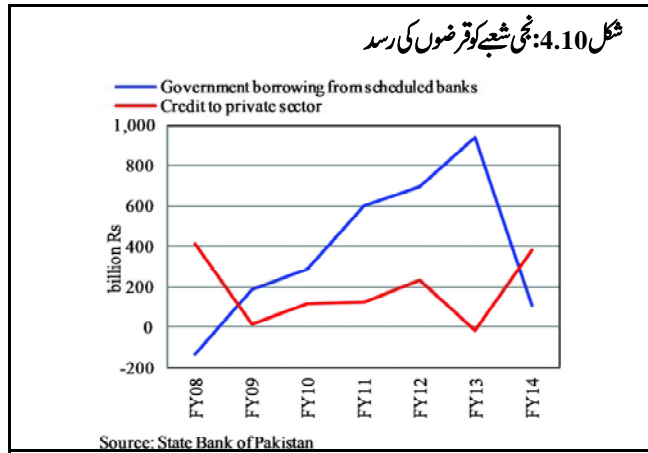
20 سرکاری شعبے کے اداروں پر واجب الادا قرضہ 5 ستمبر 2014ء کو 356.4 ارب روپے تھا۔

21 نجی شعبے کو خالص ادائیگیاں بھی م 14ء کے دوران 13.2 فیصد بڑھ گئیں جبکہ م 13ء کے دوران 6.5 فیصد کمی آئی تھی۔

جدول 4.6: نجی شعبے کو قرضوں میں ردوبدل				
ارب روپے				
م 14ء	م 13ء	م 12ء	م 11ء	
384.0	-19.0	235.2	121.3	مجموعہ
جس میں سے				
298.0	17.1	18.3	173.2	نجی کاروبار کو قرضے
15.3	18.9	-4.8	13.0	نجی اسٹاک میں سرمایہ کاری
31.3	15.0	-12.9	-27.9	صدارتی ماکاری
-4.2	-85.6	121.0	8.3	غیر بینک مالی اداروں کو قرضہ
ماخذ: اسٹیٹ بینک				

نجی شعبے کے قرضے کو ہمیں نجی کاروباری اداروں کو قرضوں سے ملتی ہے جو کہ م 14ء میں 298 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ م 13ء میں یہ محض 17.1 ارب روپے بڑھے تھے (جدول 4.6)۔ تقسیم کیے گئے قرضے کی قسم کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں زمروں یعنی جاری سرمایہ تجارتی ماکاری اور معینہ سرمایہ کاری میں سال کے دوران قابل ذکر بہتری آئی۔

قرضوں کی شعبہ جاتی تقسیم سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ سال کے دوران وسیع البنیاد بہتری آئی۔ م 14ء میں کاروباری اداروں کے علاوہ صدارتی ماکاری بھی 31.3 ارب روپے بڑھ گئی جو کہ م 13ء کے مقابلے میں دگنے سے زائد اضافہ ہے۔



غیر بینک مالی اداروں کو قرضے میں 4.2 ارب روپے خالص کمی دیکھی گئی حالانکہ ایم 12ء اور م 13ء کے دوران مجموعی قرضے میں تبدیلی لانے کا بڑا ذریعہ تھا۔ حالیہ کمی کے لگ بھگ دو تہائی حصے کو غیر بینک مالی اداروں میں بینکوں کی سرمایہ کاری کرنے کا نتیجہ قرار دیا گیا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ تبدیلیاں بنیادی طور پر حکومت کے اس فیصلے سے ہوئیں کہ میوچل فنڈز میں سرمایہ کاریوں پر ٹیکس ترغیبات کو بتدریج ختم کیا جائے۔²²

قابل قرضہ رقوم کی اضافی رسد

جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی سالانہ اور سہ ماہی رپورٹوں میں بار بار نشاندہی کی جا چکی ہے، حالیہ برسوں میں کمرشل بینکوں سے حکومت کی اضافی قرض گیری نجی شعبے کو قرضے سے محروم کرتی آئی ہے (شکل 4.10)۔ اب جبکہ سرکاری قرض گیری م 08ء سے اب تک کی پست ترین سطح پر ہے، کمرشل بینک نجی شعبے کو قرضوں کی اضافی فراہمی کے قابل ہوئے۔ اس کے علاوہ بینک امانتوں میں عمدہ نمو²³ اور اسٹیٹ بینک کے اس فیصلے سے کہ بچت امانتوں پر کم از کم شرح منافع کو شرح سود کو ریڈور کی چلنی سطح²⁴ سے منسلک کر دیا جائے، بھی بینکوں کو ترغیب ملی کہ وہ نفع یابی مستحکم کرنے کے لیے اپنی توجہ نجی شعبے کی طرف مرکوز کریں۔

قرضوں کی طلب میں اضافہ

م 14ء کے دوران بینکوں کے قرضے کی طلب بڑھنے کا ایک اہم عامل غالباً یہ بھی تھا کہ اقتصادی سرگرمی میں معقول بحالی ہوئی تھی۔ دوران سال نجی شعبے میں قرضوں کا سب سے بڑا طالب یعنی صنعتی شعبہ 5.8 فیصد نمو کے ساتھ آگے رہا اور یہ نمو م 08ء کے بعد سے بلند ترین ہے۔ اس کے علاوہ صارفین کے احساسات میں بہتری نے بھی قرضے کی طلب میں اپنا اثر دکھایا، صارفین کے احساسات میں بہتری کا پتہ آئی بی اے ایس بی پی کا اعتماد و صارف سروے (سی سی ایس) سے چلتا ہے۔ سی سی ایس نے سارے سال کے دوران معاشی منظر نامے کی پُر امیدگی بھی ظاہر کی (جدول 4.7)۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا، م 14ء کی پہلی ششماہی کے دوران گرانٹی میں تیزی سے اضافے نے قرض گیری کی موثر لاگت کو گھٹا دیا جبکہ روپے کی قدر بڑھنے سے بیرونی کرنسی میں قرضے بھی نمایاں طور پر بڑھ گئے۔²⁵

22 م 13ء کے وفاقی بجٹ میں حکومت نے زمینی مارکیٹ فنڈز اور انکم فنڈز سے ملنے والی منافع منقسم آمدنی پر ٹیکس کی شرح بڑھا کر 25 فیصد کر دی تھی جو کہ م 12ء میں 10 فیصد تھی۔

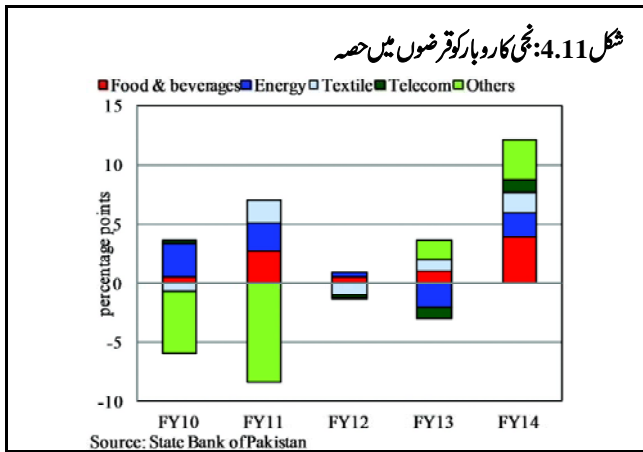
23 م 14ء میں بینک امانتوں میں 868 ارب روپے اضافہ ہوا۔

24 اسٹیٹ بینک نے یکم اکتوبر 2013ء سے بچت امانتوں پر کم از کم شرح منافع واضح طور پر اپنے رپورٹ (شرح سود کو ریڈور کی چلنی سطح) کے ساتھ منسلک کر دی بذریعہ بی پی آر ڈی سرکلر نمبر 07 برائے 2013ء مورخہ 27 ستمبر 2013ء۔

25 بیرونی کرنسی قرضوں پر تقصیل کے لیے دیکھئے باب 7 کا سیکشن 7.5۔

جدول 4.7: نجی شعبے کو قرضے پر اثاثہ نماز ہونے والے اہم اظہارے							
م 14ء	م 13ء	م 12ء	م 11ء	م 10ء	م 09ء	م 08ء	
4.1	3.7	3.8	3.6	2.6	0.4	5.0	حقیقی جی ڈی پی نمو (فیصد) ¹
3.9	4.0	1.2	1.7	0.4	-6.0	6.1	بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی نمو ¹
1.8	3.8	2.5	0.2	3.5	-2.6	-1.0	حقیقی شرح قرض گاری ²
144.0	128.0	111.0	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	صارف اشاریہ اعتماد ²
137.5	126.0	109.9	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	متوقع اشاریہ معاشی حالات ²

ماخذ: 1 پاکستان دفتر شماریات، 2 اسٹیٹ بینک



شعبوں سے مخصوص پیش رفت: ایک مثبت نتیجہ
 نجی کاروبار میں م 14ء کے دوران خوراک اور مشروبات، توانائی، ٹیکسٹائل اور
 ٹیلی مواصلات جیسے شعبوں میں کئی ایشیا ساز اداروں نے بھاری قرضے لیے۔ نجی
 کاروباری اداروں کو دیے گئے قرضوں میں مجموعی اضافے میں سے تین چوتھائی
 اضافہ ان چار شعبوں میں ہوا (شکل 4.11)۔

خوراک اور مشروبات۔ بہتری جاری رہی: غذائی مصنوعات اور مشروبات
 بنانے والے اداروں نے م 14ء کے دوران 97 ارب روپے (خالص)
 قرضہ لیا جبکہ م 13ء میں 26.5 ارب روپے اضافہ دیکھا گیا تھا۔ چنانچہ نجی
 کاروباری اداروں کو مجموعی قرضے میں اس شعبے کا حصہ م 14ء کے اختتام پر

15 فیصد تک جا پہنچا جو م 13ء میں 12.9 فیصد، اور م 10ء میں 10 فیصد سے بھی کم تھا۔ پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی، پراسیس شدہ خوراک کے استعمال میں اضافہ، اور ذیلی
 شعبہ گلہ بانی میں فعالیت وہ اسباب ہیں جن سے خوراک اور مشروبات میں سرمایہ لگانے کے مواقع بڑھ رہے ہیں۔

گنے کی عمدہ فصل سے غذائی گروپ میں جاری سرمائے کے قرضوں کی مستحکم طلب پیدا ہوئی جو م 14ء میں 29.3 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ م 13ء میں ان میں 0.7 ارب روپے
 خالص کمی ہوئی تھی۔ معینہ سرمایہ کاری قرضے بھی بڑھ گئے کیونکہ بہت سی شوگر ملیں باگاس سے بجلی پیدا کرنے، اور اپنی پیداواری استعداد بڑھانے کے لیے سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔
 نیز، شوگر ملوں کو گلدشتہ برسوں کے باقیماندہ بھاری حجم کی بنا پر سیالیت کے مسائل کا بھی سامنا ہے چنانچہ م 14ء کی آخری سہ ماہی کے دوران ان کی طرف سے قرضوں کی موٹی
 واپسی کم رہی۔²⁶

شکر کے علاوہ مشروبات میں بھی قرضے کی طلب بڑھتی رہی کیونکہ ایک بڑی مشروبات ساز کمپنی نے اپنی سرگرمیوں اور استعداد میں اضافہ کیا۔ م 14ء کے دوران اس شعبے کو 23
 بلین ڈالر کی براہ راست بیرونی سرمایہ کاری بھی ملی۔ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں مشروبات کی زیادہ تر طلب ریستورانوں اور یہاں کاروبار بڑھانے والی بین الاقوامی
 فاسٹ فوڈ چین کی طرف سے آرہی ہے۔

خوردنی تیل کی بڑھتی ہوئی پیداوار اور استعمال کی استعداد بڑھنے سے بھی قرضوں کی طلب پیدا ہوئی۔ خوردنی تیل کی صنعت میں پام آئل اور سویا بین تیل کو بطور خام مال استعمال کیا
 جاتا ہے، م 14ء میں ان تیلوں کی بھاری درآمد کی بنا پر تجارتی ماکاری میں 5.7 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ م 13ء میں 3.3 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی (جدول 4.8)۔

چاول کی زبردست فصل سے نہ صرف چاول کے پراسیسرز کی، بلکہ چاول کے برآمد کنندگان کی بھی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔ م 14ء کے دوران چاول کی پیداوار 6.7 بلین ٹن تک

²⁶ شکر کی صنعت نے م 13ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران 127.4 ارب روپے کی موٹی واپسی کے مقابلے میں م 14ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران صرف 10.4 ارب روپے واپس کیے۔

زری پالیسی اور گرانہ

جدول 4.8: جی شے کے کاروباری اداروں کو قرضوں میں خالص تبدیلیاں									
ارب روپے حصہ فیصد میں									
حصہ	مجموعی قرضے		تجارتی مالکاری		جاری سرمایہ		معیینہ سرمایہ کاری		آزم 14ء
	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	م 13ء	م 14ء	
نئی کاروبار	17.1	298.0	20.2	39.2	4.4	187.4	-7.5	71.4	100.0
الف) (اشیا سازی	58.9	187.2	24.6	30.3	25.2	120.6	9.2	36.3	59.2
جس میں سے									
خوراک اور مشروبات	26.5	97.5	8.6	7.5	3.5	71.3	14.4	18.7	15.0
جس میں سے									
شکر	12.5	39.3	4.2	-1.1	-0.7	29.3	9.0	11.1	6.0
مشروبات	-2.0	11.2	2.0	1.2	-1.3	9.4	-2.8	0.5	1.0
خوردنی تیل	-9.1	11.0	-3.3	5.7	-6.3	1.8	0.5	3.6	1.6
چاول	-2.0	26.4	0.2	7.0	-2.5	18.9	-0.3	0.6	2.5
ٹیکسٹائل	23.9	43.2	9.7	16.0	9.0	24.2	5.1	3.1	20.2
جس میں سے									
اسپننگ	-4.1	23.7	-3.6	11.2	0.7	15.4	-1.2	-2.9	8.6
ویونگ	4.7	7.5	3.9	0.1	1.1	4.1	-0.2	3.3	3.5
فینٹنگ	7.0	13.2	-1.6	5.9	2.1	5.9	6.5	1.4	3.5
کھاد	0.1	1.2	-0.9	-0.3	3.5	10.4	-2.6	-8.9	3.6
آلات	-1.3	3.5	0.5	-0.4	-0.3	2.9	-1.5	1.0	0.6
ب) توانائی	-49.2	49.8	0.8	4.8	-27.8	27.9	-22.2	17.0	10.1
ج) دیگر*	7.4	61.0	-5.2	4.1	7.1	38.8	5.5	18.1	31.7

* زراعت، مانی گیری، کان کنی، جہاز کشی، تعمیرات، ہوٹل، ٹرانسپورٹ، جائیداد، تعلیم، صحت، وغیرہ۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک

پہنچ گئی جبکہ ہدف 6.2 ملین ٹن تھا، اس اضافی پیداوار کے سبب چاول کے پراسیسرز کو اپنی روزمرہ سرگرمیاں انجام دینے کے لیے قرضے کی ضرورت پڑی۔ اس کے علاوہ م 14ء کے دوران چاول کی برآمدات میں 11.9 فیصد نمو سے تجارتی مالکاری بڑھ گئی اور دوران سال اس میں 7 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال صرف 0.2 ارب روپے ہوا تھا (جدول 4.8)۔

م 14ء کے دوران ڈیری مصنوعات کو قرضے 3.2 فیصد گر گئے (کئی فرمیں اپنے قرضے لوٹا رہی ہیں)، تاہم ایک بڑے ادارے نے مصنوعات میں تنوع لانے اور استعداد بڑھانے کے لیے قرضہ بڑھا دیا۔²⁷

توانائی کا شعبہ - بہتری کا منتظر ہے: شعبہ توانائی نے م 13ء کے دوران 49.2 ارب روپے کے قرضے خالص واپس کیے، اس کے برعکس اس شعبے نے م 14ء میں 49.8 ارب روپے کے قرضے لیے (جدول 4.8)۔²⁸ زیر جائزہ عرصے کے دوران تمام اقسام کی مالکاری یعنی جاری سرمایہ، معینہ سرمایہ کاری، اور تجارتی مالکاری میں اضافہ ہوا۔ شعبہ توانائی نے نہ صرف اپنی پیداواری سرگرمیوں کے لیے قرضہ لیا بلکہ متبادل ایندھن کے لیے استعداد بڑھانے/ترقی دینے اور ردوبدل لانے پر بھی سرمایہ لگایا۔ معینہ سرمایہ کاری قرضے م 14ء کے دوران 17 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ م 13ء میں 22.2 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ تجارتی مالکاری میں معمولی اضافے کا سبب دوران سال بجلی سازی کی مشینری کی درآمد ہے۔²⁹

27 اینگریڈو ڈونے ایک نئے برانڈ کا تازہ دودھ متعارف کرایا۔ اس کے علاوہ اس نے کراچی میں کئی خوردہ کانٹینر بھی کھولیں۔

28 م 13ء میں خالص واپسی کا سبب م 13ء کے خاتمے پر گردش قرضے کے نصف کو قرار دیا گیا تھا۔ جون 2013ء میں 155.5 ارب روپے واپس کیے گئے تھے۔

29 م 14ء کے دوران بجلی سازی کی مشینری کی درآمدی مالیت بڑھ کر 110.4 ارب روپے ہو گئی جبکہ م 13ء کے دوران اس کی درآمدی مالیت 92.7 ارب روپے تھی۔

جون 2013ء میں گروتھی قرضے کے تصفیے سے شعبہ توانائی کو مطلوبہ سیالیت ملی جسے کام میں لاکر اس نے اپنی کارروائیوں میں اضافہ کیا چنانچہ سال کے ابتدائی مہینوں کے دوران جاری سرمائے کی طلب پیدا ہوئی۔ سال کے اگلے مہینوں میں قابل وصولی رقوم کے دوبارہ ابھر آنے سے سیالیت کے مسائل پیدا ہوئے جنہوں نے شعبہ توانائی کی مالکاری ضروریات میں اضافہ کیا (تفصیل کے لیے دیکھئے باب 3 توانائی)۔

ٹیکسٹائل کو جی ایس پی پلس سے مدد رہی ہے: نجی شعبے کے کاروبار میں ٹیکسٹائل بینک قرضہ استعمال کرنے والا سب سے بڑا شعبہ ہے واجب الادا قرضوں میں جس کا حصہ س 14ء کے اختتام پر 20.2 فیصد ہے۔ س 14ء کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کو قرضوں میں 43.2 ارب روپے اضافہ ہوا جو س 13ء میں ہونے والے اضافے 23.9 ارب روپے کا تقریباً گنا ہے (جدول 4.8)۔ قرضے میں اس بھاری اضافے کے کئی اسباب ہیں، مثلاً بجلی اور گیس کی نسبتاً بہتر دستیابی، پاکستان کو جی ایس پی پلس سہولت ملنا، کپاس کی چین سے بھاری طلب (درآمدی پالیسی میں تبدیلی کی توقع پر)، اور بی ایم آر (توازن اور جدت لانا، اور روڈ بدل) میں سرمایہ کاری۔

یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ ٹیکسٹائل ویلیو چین (اسپننگ، ویونگ اور فنشنگ) کے تمام شعبوں کو قرضے دوران سال بڑھ گئے جو ٹیکسٹائل میں وسیع البنیاد بہتری کی علامت ہے۔ نیز، اگرچہ بیشتر قرضہ جاری سرمائے اور تجارتی مالکاری کے لیے استعمال کیا گیا تاہم خالص معینہ سرمایہ کاری قرضے بھی دوران سال 3.1 ارب روپے بڑھ گئے۔ ٹیکسٹائل شعبے میں موجود اضافی استعداد کے پیش نظر زیادہ تر اضافہ بنیادی طور پر بی ایم آر میں ہوا جس کا سبب یہ ہے کہ جی ایس پی پلس سہولت ملنے سے بڑی وسیع منڈی حاصل ہونے کے امکانات ہیں۔

ٹیلی مواصلات - از سر نو دلچسپی: س 14ء کے دوران شعبہ ٹیلی مواصلات کو قرضے میں 24.9 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ س 13ء میں 23 ارب روپے کی خالص کمی ہوئی تھی۔ سہ ماہی اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ حالیہ اضافہ پورے کا پورا چوتھی سہ ماہی میں ہوا کیونکہ سیلولر کمپنیوں نے تھری جی/فور جی اسپیکٹرم سے ہم آہنگ ہونے کی غرض سے اپنے انفراسٹرکچر کو وسعت یاترقی دینے کے لیے بھاری قرضے گہری کی۔³⁰

کھاد - نئی سرمایہ کاری نہیں ہوئی: دوران سال کھاد کی پیداوار بڑھنے سے جاری سرمائے کے قرضوں کی طاقتور طلب پیدا ہوئی جس سے 10.4 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ س 13ء میں 3.5 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (جدول 4.8)۔ تاہم دوران سال ہونے والا اضافہ معینہ سرمایہ کاری قرضے کی 8.9 ارب روپے خالص واپسی سے بڑی حد تک زائل ہو گیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کھاد کا شعبہ ماضی قریب میں استعداد بڑھا لینے کے بعد فی الوقت قرضہ واپسی کے مرحلے میں ہے (تفصیل کے لیے باب 2)۔

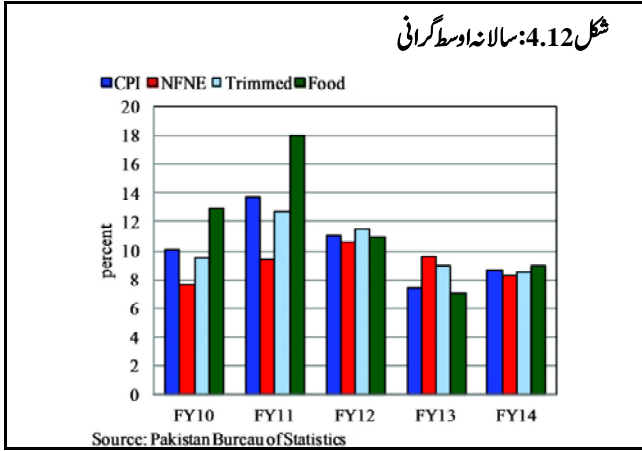
صارفی مالکاری - رو بہ ترقی

صارفی مالکاری خالص واپسی کی طویل مدت گزارنے کے بعد مسلسل دوسرے سال بڑھی (جدول 4.9)۔ س 13ء میں صرف ذاتی قرضے اور کار مالکاری میں بحالی ہوئی تھی لیکن اب دوسرے زمروں مثلاً مکانات کی تعمیر، کریڈٹ کارڈ اور پائیدار صارفی ایشیا میں بھی بحالی دیکھی جا رہی ہے۔ تاہم صارفی مالکاری کا واجب الادا حجم اس سطح تک نہیں پہنچا ہے جس

جدول 4.9: صارفی مالکاری میں مطلق تبدیلیاں							
ارب روپے							
س 14ء	س 13ء	س 12ء	س 11ء	س 10ء	س 09ء	س 08ء	
31.3	15.0	-12.9	-27.9	-49.3	-65.1	11.0	صارفی مالکاری
0.3	-2.7	-6.1	-7.3	-6.3	-5.3	11.9	(1) مکان کی تعمیر کے لیے
13.2	5.4	-5.8	-14.2	-12.8	-26.8	-0.4	(2) کار مالکاری
1.0	-1.1	-1.7	-3.4	-6.9	-8.9	1.6	(3) کریڈٹ کارڈ
0.2	-0.1	0.1	0.1	-0.2	-0.1	-0.5	(4) پائیدار صارفی ایشیا
16.9	11.1	-0.9	-4.4	-17.7	-24.3	-2.1	(5) ذاتی قرضے
-0.2	2.4	1.6	1.4	-0.2	0.4	0.6	(6) دیگر
ماخذ: اسٹیٹ بینک							

30 قرضوں کی بلحاظ نوعیت تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ سال کے دوران قرضوں میں ہونے والے اضافے میں سے 71 فیصد معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی بنا پر ہوا۔

سطح پر وہ 2008ء کے مالی بحران سے پہلے تھا۔



صارفنی مالکاری میں سب سے پہلے بہتری ذاتی قرضوں میں آئی جب پانچ بڑے بینکوں میں سے ایک بینک نے نومبر 2012ء میں سرکاری ملازمین کے لیے اپنی ذاتی قرضہ اسکیم کی حد پر نظر ثانی کی۔ بعد میں دوسرے بینکوں نے بھی ذاتی قرضوں کی اختراعاتی مصنوعات متعارف کرائیں جنہیں درمیانی اور بلند آمدن گروپوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔³¹

کار مالکاری صارفنی مالکاری کا دوسرا سب سے بڑا جزو ہے جس میں م س 14ء کے دوران 13.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال 15.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ ذاتی قرضوں کی طرح کار مالکاری کے لیے بھی ایک کمرشل بینک نے بھرپور مہم چلائی، یہ بینک م س 14ء میں مجموعی کار مالکاری کے 20 فیصد سے زائد کا حامل ہے۔³² یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ اس بڑھتی ہوئی کاروباری سرگرمی کا فائدہ اٹھانے کے لیے کئی کمرشل بینک جدت پسندانہ اسکیمیں لائے ہیں۔

آخر میں، کار مالکاری کے ضوابط میں ترمیم کے نتیجے میں بینک اب 9 سال پرانی کاروں کی بھی مالکاری کر سکتے ہیں۔³³ اس طرح کار مالکاری قرضوں کی طلب مزید بڑھے گی۔³⁴ نیز، پیداواری اعداد و شمار خاصے مثبت ہونے کی بنا پر ٹو پونا کروا کا نیا ماڈل، جس کا عرصے سے انتظار تھا، آنے سے م س 15ء میں کار مالکاری قرضوں کی طلب بھی بڑھے گی۔

4.5 گرانہ

م س 14ء کے لیے گرانہ کا ہدف طے کرتے وقت حکومت غالباً یہ توقع کر رہی تھی کہ صارف اشاریہ قیمت گرانہ میں کمی کا رجحان معکوس صورت اختیار کر لے گا جیسا کہ گذشتہ دو برس سے ہو رہا تھا۔ چنانچہ 8 فیصد ہدف م س 13ء کی حقیقی گرانہ 7.4 فیصد سے زائد تھا۔ عمومی گرانہ کے لیے اسٹیٹ بینک کے ابتدائی تخمینے 11 اور 12 فیصد کے درمیان تھے جو سرکاری قیمتوں میں متوقع اضافے، شرح مبادلہ میں کمی، اور گرانہ کی توقعات پر ان عوامل کے اثرات پر مبنی تھے۔

م س 14ء میں گرانہ کا دباؤ بڑھا ضرور، کہ دوران سال اوسط عمومی گرانہ 8.6 فیصد تک چلی گئی یعنی اس سطح تک جو ہدف اور ایک سال پہلے کی حقیقی گرانہ سے بلند تھا (شکل 4.12)۔ تاہم اس سے قطع نظر، گرانہ کا نتیجہ اسٹیٹ بینک کی ابتدائی توقعات سے خاصا بہتر تھا: (الف) نومبر 2013ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی خوردہ قیمتوں میں کمی سے اکتوبر 2013ء میں یوٹیلٹی نرخوں میں اضافے کے اثرات جزوی طور پر زائل ہو گئے، (ب) اواخر مارچ میں روپے کی قدر میں غیر متوقع اضافے نے جولائی تا نومبر ہونے والی کمی کے اثرات کی بڑی حد تک تلافی کر دی، اور (ج) تیل اور پام آئل کی کم قیمتوں کے ساتھ ساتھ مستحکم روپے نے وہ قابل بھروسہ سہارا فراہم کیا جس سے گرانہ کی توقعات کم ہوئیں اور اس کے نتیجے میں کاروباروں کا قیمتوں کے تعین کا رویہ معتدل ہو گیا۔

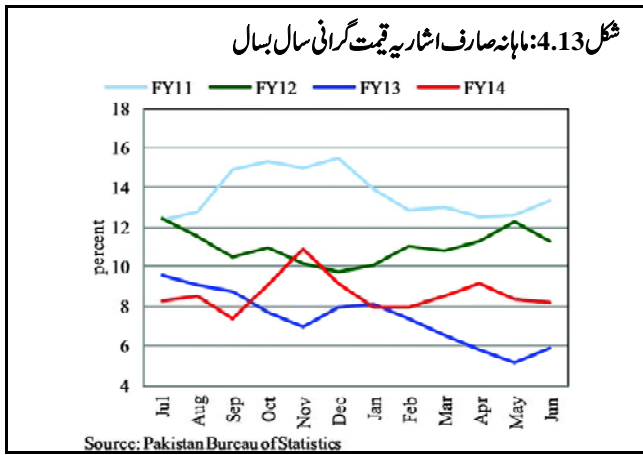
جیسا کہ شکل 4.13 میں دکھایا گیا ہے، سال بسال گرانہ گذشتہ سال کی متعلقہ سطح سے عام طور پر اوپر ہی رہی۔ وسیع تناظر میں گفتگو کی جائے تو یہ رسد ہی پہلو بلند گرانہ کا سبب بنے:

31 اس کی چند مثالیں سونے کے بدلے نقد سونے کی اضافی اسکیمیں وغیرہ۔

32 جون 2013ء کے اختتام پر کار مالکاری کے لیے قرضے حاصل کرنے والوں کی مجموعی تعداد 116,474 تھی جو جون 2014ء کے اختتام پر بڑھ کر 123,005 ہو گئی۔ اس 16531 اضافے میں سے اس مخصوص کمرشل بینک کا حصہ 25 فیصد تھا۔

33 بی بی آر ڈی سرکلر نمبر 07 برائے 2014ء مورخہ 23 جولائی 2014ء۔

34 جو بینک/ترقیاتی مالی ادارے پرانی کاروں کی خریداری کی مالکاری کرنا چاہیں گے وہ پرانی گاڑیوں کی مالیت معلوم کرنے کے لیے یکساں رہنما ہدایات تیار کریں گے۔ وہ نو سال سے زائد پرانی کاروں کی مالکاری ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ تاہم پانچ سے نو سال پرانی صرف ان کاروں کی مالکاری کی جاسکتی ہیں جن کی مالکاری گاڑی کی عمر بارہ سال ہونے تک مکمل واپس ہو جائے۔



غذائی اشیاء خصوصاً تلف پذیر غذائی اشیاء کی رسد میں رکاوٹیں، جی ایس ٹی کی شرح میں ایک فیصد اضافہ، م س 14ء کی پہلی ششماہی میں روپے کی قدر میں تیزی سے کمی، اور بلند سرکاری قیمتیں۔ خلاصہ یہ کہ مارکیٹ کو حالات سے اہم پیغام یہ ملا کہ گرانی کا نتیجہ توقعات سے بہتر رہا چنانچہ مارکیٹ نے شرح سود میں کمی کی توقع کر لی اور اسی لیے زربازہ عرصے کی تیسری سہ ماہی میں طویل مدتی سرکاری بانڈز کے لیے ان کی طلب بدل گئی۔

م س 14ء کے دوران مجموعی اوسط سالانہ گرانی میں صرف غذائی اور غیر الکحل مشروبات کے گروپ کا حصہ 3.3 فیصدی درجے (تقریباً 40 فیصد) رہا، جیسا کہ جدول 4.10 سے ظاہر ہے۔

جدول 4.10: اوسط سالانہ صارف اشاریہ قیمت گرانی میں حصہ فیصدی درجے

م س 13ء	م س 14ء	
2.9	3.3	خوراک اور غیر الکحل مشروبات
0.1	0.1	الکحل اور مشروبات
0.6	0.7	لباس
1.9	2.2	مکانیت
0.3	0.4	فرختک
0.1	0.2	صحت
0.6	0.6	ٹرانسپورٹ
0.2	0.2	مواصلات
0.1	0.2	تفریح
0.3	0.3	تعلیم
0.1	0.1	رہائش
0.2	0.3	متفرق
7.4	8.6	

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

☆ گندم اور آٹے کے نرخ بلند رہے اور فروری 2014ء میں وہ بلند ترین سطح پر جا پہنچے جس کی بڑی وجہ م س 13ء میں پیداوار میں ہونے والی کمی تھی۔³⁵ اس کے نتیجے میں گندم اور آٹے کے سالانہ اوسط نرخ بالترتیب 20.3 فیصد اور 19.5 فیصد بڑھے۔

☆ تلف پذیر غذائی اشیاء (خصوصاً آلو،³⁶ پیاز،³⁷ ٹماٹر،³⁸ اور تازہ سبز یوں) کی گرانی م س 14ء کے پورے سال جاری رہی کیونکہ ملک میں کم دستیابی اور ناقص رسدی انتظام کی بنا پر ملکی نرخ غیر معمولی بلندی پر پہنچ گئے۔³⁹ اس کے علاوہ م س 14ء کے دوران تازہ سبز یوں میں دو ہندسی گرانی (13 فیصد) بھی رہی جبکہ گذشتہ دو سال میں ان کے نرخ مستحکم رہے تھے۔⁴⁰ چونکہ ان اشیاء کی بارگاہریلو خریداری کی جاتی ہے اس لیے لوگوں میں یہ احساس آسانی سے پروان چڑھ سکتا ہے کہ گرانی بہت زیادہ ہے۔ یہ احساس کم اور درمیانی آمدنی والے گھرانوں میں خاص طور پر پایا جاتا ہے کیونکہ ان کی بیشتر آمدنی غذائی اخراجات پر اٹھ جاتی ہے۔

☆ م س 14ء کے دوران جی ایس ٹی میں ایک فیصدی درجے اضافے کے نتیجے میں تمام اشیاء کے نرخ بڑھ گئے جبکہ سگریٹ اور چائے پر اس اضافے کا اثر زیادہ ہوا۔⁴¹

35 اس کی وجہ گرتے ہوئے ذخائر (10 مارچ 2014ء کو 2.236 ملین ٹن، جبکہ ایک سال پہلے 3.420 ملین ٹن ذخائر) اور یہ خدشات تھے کہ حکومت اس سال کی فصل کا خریداری ہدف پورا نہ کر سکے گی۔ وفاقی حکومتوں نے گندم کی سرکاری قیمت گذشتہ سال کی قیمت یعنی 1,200 روپے فی 40 کلوگرام پر برقرار رکھی جو کہ منڈی میں رائج 1,600 روپے فی 40 کلوگرام قیمت سے خاصی کم تھی۔

36 ذخائر کم ہونے اور پیداوار گرنے سے آلو کے نرخ بڑھ گئے (مزید تفصیل کے لیے زراعت پریکٹیشن دیکھئے)۔

37 بھارت میں پیاز کی فصل خراب ہوئی چنانچہ اس کے نرخ بڑھ گئے، اس کے نتیجے میں پاکستان سے پیاز بھاری مقدار میں برآمد کی جانے لگی چنانچہ پاکستان میں پیاز کے نرخ خصوصاً م س 14ء کی پہلی ششماہی میں چڑھ گئے۔

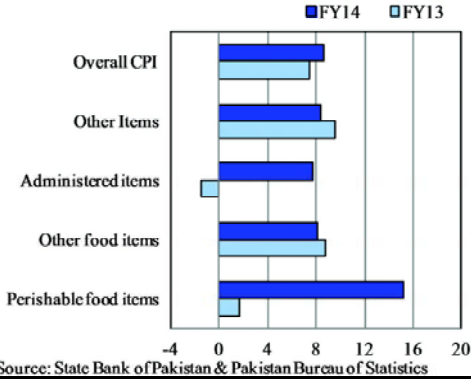
38 خراب موسم سے بلوچستان میں اور سندھ کے بعض علاقوں میں ٹماٹر کی فصل کو نقصان ہوا جس کی کمی کو بھارت سے آنے والے ٹماٹر نے اگرچہ کسی حد تک پورا کیا تاہم پاکستان میں ٹماٹر کی کاشت والے علاقوں میں غیر متوقع بارشوں کی بنا پر بھی فصل خراب ہوئی اور اس کی برآمد متاثر ہوئی جس سے ٹماٹر کے ملکی نرخوں پر دباؤ برقرار رہا۔

39 م س 14ء کے دوران آلو، پیاز اور ٹماٹر کے خوردہ نرخوں میں زبردست اتار چڑھاؤ آتا رہا اور ان کے اوسط نرخ گذشتہ سال کے مقابلے میں بالترتیب 70.2 فیصد، 19.6 فیصد اور 24.7 فیصد بڑھ گئے۔

40 م س 11ء کے دوران تازہ سبز یوں کے خوردہ نرخوں میں 29.8 فیصدی و ہری گرانی آئی۔

41 حکومت نے چائے کی اسٹاکنگ روکنے کے لیے چائے پریکٹس اپریل 2012ء میں 16 فیصد سے کم کر کے صرف 5 فیصد کر دیا۔ م س 14ء کے بجٹ میں یہ اقدام واپس لیتے ہوئے سیکرٹریٹس بڑھا کر 17 فیصد کر دیا گیا۔ سگریٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کا تخمینہ سادہ بنانے کے لیے کیپوزٹ فار مولو کی بنیاد پر تین سلیب کے بجائے مخصوص قیمت کی بنیاد پر دو سلیب کر دیے گئے۔

شکل 4.14: اوسط مصدق گرانی اور تلف پذیر ایشیا کے نرخ اور سرکاری قیمتوں والی ایشیا (فیصد)



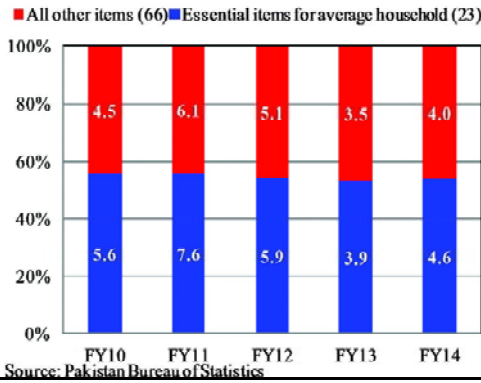
م 14ء کے دوران سگریٹ کی قیمت گذشتہ سال کے مقابلے میں 17.1 فیصد، اور چائے کی 7.6 فیصد بڑھ گئی۔

کپڑے اور جوتے کی قیمتوں میں م 14ء کے دوران 0.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ م 13ء میں 0.6 فیصد ہوا تھا۔⁴² حالیہ اضافہ وسیع البینا تھا، اس گروپ میں شامل تمام ایشیا کے نرخوں میں دوران سال دو ہندسی گرانی آئی۔⁴³

سرکاری قیمتوں کا رد و بدل صارف اشاریہ قیمت گرانی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔⁴⁴ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں جن ایشیا کے نرخوں پر سرکاری کنٹرول ہے، ان ایشیا کے نرخ م 14ء کے دوران 7.7 فیصد بڑھے، جبکہ ان میں م 13ء کے دوران 0.5 فیصد ازرائی آئی تھی (شکل 4.14)۔⁴⁵ حکومت نے بنیادی طور پر توانائی پر زراعت کم کرنے کی غرض سے بجلی اور گیس کے نرخ م 14ء میں بڑھادیے تھے، تاہم بلند گرانی میں متوقع تھی۔⁴⁶ اسٹیٹ بینک کے تخمینوں کے مطابق توانائی کے نرخوں میں اضافے کے پیداواری قیمتوں پر اثرات عموماً 3 ماہ سے 9 ماہ کے عرصے میں ظاہر ہوتے ہیں۔⁴⁷

اس کے علاوہ حکومت نے م 14ء کے ابتدائی مہینوں میں پیٹرول اور ڈیزل کے ملکی خوردہ نرخ بھی بڑھادیے تھے، تاہم بین الاقوامی سطح پر پیٹرولیم مصنوعات کی گرتی ہوئی قیمتوں نے ملکی نرخوں میں کمی کے لیے گنجائش پیدا کر دی، جس سے مالی سال کی دوسری ششماہی میں گرانی کو حد میں رکھنے میں مدد ملی۔ پس، م 14ء کے دوران صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں موثر ایندھن کی اوسط قیمت 5 فیصد بڑھی۔

شکل 4.15: اوسط صارف اشاریہ قیمت گرانی اور اوسط گھرانے پر اس کا اثر



آخر میں، تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کی مجموعی 189 ایشیا میں سے صرف 123 جناس م 14ء میں اوسط گرانی کے 50 فیصد سے زائد کی ذمہ دار ہیں اور یہ رجحان متواتر پانچ سال سے دیکھا جا رہا ہے (شکل 4.15)۔⁴⁸ اس ذیلی گروپ میں م 14ء کے دوران صارف اشاریہ قیمت اوسط گرانی کی شرح 9.5 فیصد رہی جو گذشتہ سال 5.7 فیصد تھی۔ ان ذیلی گروپوں میں قیمت بندی پر چونکہ زیادہ تر رسدی پہلو اثر انداز ہوتے ہیں، یا حکومت انہیں براہ راست کنٹرول کرتی ہے، اس لیے گرانی پر قابو پانے میں زری پالیسی کی اثر پذیری کے لیے ان کے گہرے مضمرات ہیں۔

42 اس گروپ میں سوئی کپڑا، اونی کپڑا، تیار ملبوسات، تیار وائی ملبوسات، ہوزری، دوپٹے، دھلائی اور لائٹنگ، سلائی اور جوتے شامل ہیں۔

43 م 13ء کے دوران بھی ان تمام چیزوں میں دو ہندسی گرانی ہوئی تھی۔

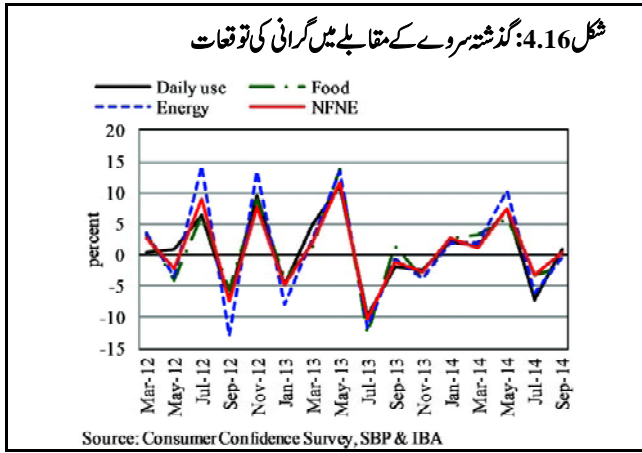
44 سرکاری اشاریہ قیمت (API) ایک ہوزن اشاریہ ہے جسے پاکستان دفتر شماریات کے قیمتوں کے اعداد و شمار کی بنیاد پر اسٹیٹ بینک کا شعبہ تحقیق مرتب کرتا ہے۔ اس میں یہ چیزیں شامل ہیں: گندم، بھکر، بجلی، گیس، مٹی کا تیل، پیٹرول، ہائی اسپیڈ ڈیزل، سی این جی، گیس سلنڈر (ایل پی جی)، کارنگس (800 سی سی سے 1300 سی سی تک)، ریل کرایہ جات، پلٹ فارمکٹ، ڈاک لفافہ (اندرون ملک اور سعودی عرب)، ٹیلیفون چارجز (لوکل اور بین الشہر)، ٹی وی لائسنس فیس، سرکاری کالج اور جامعی کی فیس۔

45 م 14ء کے دوران قیمتوں میں 8.6 فیصد کے بحیثیت مجموعی اضافے میں اس کا حصہ 11.1 فیصد تھا۔

46 حکومت نے اگست 2013ء میں تجارتی اور صنعتی صارفین کے لیے بجلی کے نرخ 23.8 فیصد بڑھادیے جبکہ گھریلو صارفین کے لیے نرخ 15.5 فیصد سے 23.8 فیصد تک (ماہانہ 200 کلووات گھنٹہ سے زائد استعمال پر) اکتوبر 2013ء سے بڑھائے گئے۔ حکومت نے جون 2013ء میں گیس کے نرخوں میں بھی ایک فیصد اضافہ کیا ہے۔

47 دیکھئے ایس بی پی ورلڈ ریویو نمبر 52، چوہدری اے، نعیم ایس، نعیم ای، اور پاشا ایف (2011ء) "Formal Sector Price Discoveries: Preliminary Results from a Developing Country"، ایس بی پی کے مشاہدات کی بنیاد پر سروے ہے جو اسٹیٹ بینک نے ریکی شیعے کی (ایشیا اور خدمات) فرموں کے تعین قیمت کے طریقے جاننے کے لیے کیا۔

48 اس ذیلی گروپ میں یا ایشیا شامل ہیں: گندم کا آٹا، چاول، مرغی کا گوشت، تازہ دودھ، بھکر، چائے، آلو، پیاز، تازہ سبزیاں، پانچ دالیں، خوردنی تیل، پانی کی فراہمی، بجلی، گیس، مٹی کا تیل، سوئی کپڑا، کرایہ مکان، ٹرانسپورٹ خدمات۔



گرانی کا منظر نامہ: ہماری توقع ہے کہ م س 15ء میں گرانی 6.5 اور 7.5 فیصد کے درمیان رہے گی جو حکومت کے ہدف 8 فیصد سے کم ہے۔ اجناس (خصوصاً تیل) کی عالمی قیمتوں میں استحکام سے اس ہدف کو پورا کرنے میں مدد ملنی چاہیے۔ تاہم حالیہ سیلاب کے بعد اور سرکاری قیمتوں میں ممکنہ اضافے سے تلف پذیر غذائی اشیاء کے حوالے سے چند خطرات ہیں۔ تفصیل کے مطابق:

- حکومت نے آئی ایم ایف کے ساتھ اتفاق کیا ہے کہ م س 15ء میں بجلی پر زراعت میں 60 ارب روپے کی کردی جائے گی۔ اس غرض سے اسے اکتوبر 2014ء میں صارفین کے تمام زمروں میں بجلی کے نرخ 11 فیصد بڑھانے ہوں گے۔

- م س 15ء کے بجٹ میں گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کے ذریعے 145 ارب روپے اکٹھا کرنا تجویز کیا گیا ہے جو کہ م س 14ء میں جمع کردہ 88 ارب روپے سے خاصے زائد ہیں۔ اس غرض سے جنوری 2015ء میں سوئی گیس کے نرخ 25 فیصد بڑھانے پڑیں گے۔

- پنجاب، سندھ اور کشمیر میں حالیہ سیلاب تلف پذیر غذائی اشیاء کے لیے رسدی رکاوٹیں پیدا کر سکتا ہے جو عمومی صارف اشاریہ قیمت گرانی پر طاقتور تاہم عارضی اثرات ڈال سکتا ہے۔ آئی بی اے اسٹیٹ بینک کے اعتماد صارف سروے (برائے ستمبر 2014ء) سے بھی پتہ چلتا ہے کہ صارفین اگلے مہینوں کے لیے بلند گرانی کی توقع کرتے ہیں (شکل 4.16)۔

- عالمی منڈی میں بحیثیت مجموعی اجناس کی قیمتیں کم رہیں گی تاہم مشرق وسطیٰ میں علاقائی تنازعات کی بنا پر خام تیل کے نرخ اونچے کی زد میں آسکتے ہیں۔ بہر حال، اب جبکہ امریکہ تیل پیدا کرنے والا دنیا کا ایک بار پھر سب سے بڑا ملک بن گیا ہے، تیل کے نرخ م س 15ء میں کم رہنے کی پیش گوئی ہے۔

- آخر میں، پاکستان میں جاری سیاسی بحران ذخیرہ اندوزی اور قیمتوں میں اضافے کا سبب بن سکتا ہے۔ اگرچہ سیاسی مظاہروں کے اثرات کی مقداری پیمائش دشوار ہے، ان سے سرمایہ کاروں کا اعتماد ضرور مجروح ہوا ہے، درآمد برآمد کی معمول کی سرگرمیاں متاثر ہوئی ہیں، اور روپے کی قدر پر دباؤ بڑھا ہے جس سے م س 15ء میں گرانی پر اثر پڑنے کا امکان ہوگا۔